کیا پاکستان پارلیمانی نظام کا متحمل ہے؟

پاکستان میں پارلیمانی نظام کبھی بھی کامیاب نہیں ہو سکتا۔اس کی ایک وجہ نہیں بلکہ کئی وجوہات ہیں، ایک پاکستان میں،۱۰۰ فیصد انسان بستے ہیں اس میں ۹۸فیصد مسلمان آباد ہیں ، دوسرے،ہم پاکستانی مسلمان اور انسان ہونے کے فرق میں پھنسے ہوئے ہیں،تیسرے، نہ اچھے مسلمان بن سکے اور نہ ہی مکمل انسان،چوتھے ،مسلمان بھی رہنا ہے اور سود کو بھی نہیں چھوڑنا وغیرہ وغیرہ۔مسلمان بالعموم اور پاکستانی بالخصوص کنفیوژن کا شکار ہیں؟ عالم اسلام میں یہ سعادت صرف پاکستان کوحاصل ہے کہ وہ پہلا اسلامی نیوکلیر طاقت کاحامل ہے اوردنیاکے بہترین سائنس دانوں اورہنر مندافرادمیں خود کفیل ہونے کے علاوہ ساری دنیامیں پاکستانیوں نے ہر میدان میں خودکومنوایاہے لیکن کیاوجہ ہے کہ تمام صلاحیتوں کے باوجوددنیامیں وہ اپناجائزمقام حاصل کرنے سے ابھی تک قاصرہے؟

اس کی محض وجہ یہ ہے کہ ہم بطورپاکستانی کئی کشتیوں کے سوارہیں،ہم ابھی تک فیصلہ نہیں کرپائے کہ ہمارے ملک کیلئے کونسا نظام بہترین ہوسکتاہے شائداسکی وجہ یہ بھی ہے کہ ہمارے ملک میں اب تک کئی تجربے کئے گئے لیکن کسی بھی تجربے میں اخلاص کاہمیشہ فقدان رہااوراقتدار کواپنے ذاتی مفادات کیلئے استعمال کرنے کی ایسی ظالمانہ روش جاری وساری رہی کہ تمام صلاحیتوں کے باوجودعوام اب بھی اپنے حقوق کے حصول سے محروم ہیں۔ جمہوریت کے خوبصورت خواب بھی اب سراب کی شکل اختیار کرگئے ہیں اوراس کنفیوشن سے ہم کیسے نکل سکتے ہیں کہ کم ازکم اپنی صلاحیتوں کے مطابق زندگی گزارنے کاحق مل سکے۔آیئے آج ایمانداری سے کوشش کرتے ہیں کہ آخرہمارے لئے بہترین نظام زندگی کون سا ہے جس سے ہماری ان تمام بیماریوں اورخرابیوں کاخاطرخواہ علاج ہوسکے؟

یہ بہت آسان ہے اگر آپ فیصلہ کرنے کی ہمت اور جرأت رکھتے ہیں اور یہ جرأت صرف سچ سے پیدا ہوتی ہے بصورت دیگر اسی تنخواہ پر گزارہ کریں ۔پاکستان میں جو پارلیمانی نظام رائج ہے اس کی بنیاد اخلاقیات کی بجائے معاشیات کی طاقت پر رکھی گئی ہے ، جس کے پاس وافرمقدار میں دولت ہووہ اپنی اس جائزیاناجائزدولت کے بل بوتے پر انتخابات میں کامیابی حاصل کرکے حکمرانی کاحق حاصل کرسکتاہے۔جس نظام میں اخلاقی اقدار کو شکست ہووہ نظام معاشرے کو دیمک کی طرح چاٹ جاتا ہے۔آج ہمارا معاشرہ اسی نظام کا شکار ہے کیونکہ یہ نظام ہمارا نہیں اغیار کا بنایا اور ہم نے اپنایا ہواہے۔اسی نظام کو ہمارے بڑوں(علامہ اقبال کو جانتے ہی ہونگے) نے مسترد کردیا تھا۔جو بڑوں کی بات نہیں سنتے اور مانتے وہ کبھی بھی کامیاب زندگی نہیں گزار سکتے لیکن یہ بات بہت ہی کم کی سمجھ میں آتی ہے چونکہ ان کی تعداد کم ہوتی ہے نہ ماننے والوں کی نسبت اس سبب اپنے آپ کو بے اثر تصور کرکے الگ تھلگ ہو جاتے ہیں اور میری نظر میں یہی ان کی سب سے بڑی غلطی ہے۔

پاکستان کی بقاء صرف اور صرف صدارتی نظام میں ہے یہی نظام اسلامی فلاحی نظام کے انتہائی قریب ترین ہے چونکہ چند مغرب زدہ فلاسفر اسلامی نظام سے خوفزدہ رہتے ہیں ان کی تسلی و تشفی کے لیے صدارتی نظام کی اصطلاح استعمال کی ہے۔مزید تسلی و تشفی کے لیے حاضر ہوں۔اس نظام میں ایک کپتان(صدر)جس کو عوام براہ راست منتخب کرتے ہیں جس کو اختیار ہوتا ہے کہ وہ اپنی ٹیم خود منتخب کرے اور وہی جوابدہ ہوتا ہے عوام کو۔چونکہ وہ عوام کا نمائندہ ہوتا اور آئندہ انتخابات میں ناکامی کا خوف اس کو عوامی مسائل حل کرنے میں اچھی ٹیم کے انتخاب میں بڑی رہنمائی کرتا ہے، پھر وہ سوچ سمجھ کر ایسے لوگوں کی ٹیم منتخب کرتا ہے جو اپنے اپنے شعبے اور اداروں کو کامیابی سے چلانے کے ماہر ہوتے ہیں اور ادارتی امور چلانا جانتے ہیں۔ صدارتی نظام میں قدرتی نظام پنہاں ہے یعنی اوپر سے نیچے انگریزی میں جسے ٹرکلڈون ایفیکٹ یعنی منطقی طریقہ کار جس میں ایک فرد ان تمام افرادکا جو اس کے ماتحت ہوتے ہیں،کا ذمہ دار ہوتا ہے جس طرح ایک باپ اپنے پورے خاندان کا ذمہ دار ہوتا ہے،جس طرح ایک استاد پوری ایک جماعت کا ذمہ دار ہوتا ہے،جس طرح ایک امام مسجد تمام نمازیوں کا امام ہوتا ہے جبکہ پارلیمانی نظام اس کے برعکس ہے!

اس کو سمجھنے کے لیے اگر اس مثال کو سامنے رکھا جائے تو شاید یہ ہماری سمجھ میں آجائے۔دو ماں باپ دس بچوں کی تعلیم و تربیت بڑے اچھے طریقہ اور سلیقہ سے کرلیتے ہیں یہ الگ بحث ہے کہ انہوں نے کتنی راتیں جاگ کر اور کس کرب میں گزاریں لیکن دس بچے مل کر دو ماں باپ کو نہیں سنبھال سکتے۔یہی پارلیمانی نظام کی ابتداء اور انتہاء ہے اس کو اگر یہ کہا جائے کہ ڈکٹیٹر شپ کی گھٹیا ترین،بدصورت ترین،مکروہ ترین شکل ہے تو بے جا نہ ہوگا۔اس میں پہلے ایک انتہائی مالدار شخص بہت سارے ضعیف الاعتقاد، کمزور، کم ظرف لوگوں کو خریدتا ہے بعد میں یہ سارے مضبوط کردار کے حامل لوگ اس اعلیٰ کردار اور باضمیر کو اپنا امیرمان لیتے ہیں یوں پارلیمانی نظام کی تشکیل پاتا ہے،جس طرح بہت سارے کمزور گدھے ایک مالدار توانا

گدھے کو اپنا لیڈر بنا لیتے ہیں اور اپنی لگامیں(استعفٰی کی شکل میں) اس کے ہاتھ تھما دیتے ہے جس میں کثرت رائے سے فیصلے کروائے جاتے ہیں اکثریت حاصل کرنے کے لیے گدھے گھوڑے،لوٹے کھوٹے سب اہم ہو جاتے ہیں۔ قابلیت کہیں نظر نہیں آتی اور یہی پارلیمانی نظام کا حسن اور اسکی خوبی ہے اور اسی وجہ سے مفکر پاکستان نے پارلیمانی جمہوری نظام کو مسترد کر دیا تھا۔اول تو اکثریت سے فیصلے ہونہیں سکتے کیونکہ کسی سیانے نے بہت خوب کہا"منہ کھاتا ہے اورآنکھ شرماتی ہے"، ہر منتخب رکن اپنی مرضی اور عقل کے مطابق حل کرنا چاہتا ہے چاہے وہ اس لائق بھی نہ ہوحالانکہ نہ تو وہ اپنی مرضی اور نہ ہی عقل استعمال کر سکتا ہے کیونکہ وہ ووٹ پارٹی کے نام کا لیکر آتا ہے اور پارٹی کا لیڈر ہی ان کی قسمت کے فیصلے کرتے ہیں۔ریموٹ کنٹرول لیڈر شپ لندن سے (الطاف حسین) دبئی سے (آصف علی زرداری) اپنے غلاموں کو ہدایات دیتے ہیں اور ان کے ملازم ان کے حکم کے منتظر رہتے ہیں یہ صرف پارلیمانی نظام میں ہی ہوسکتا ہے۔۔مثال کے طور پر جب یہ چاہیں کراچی کی معاشی ترقی روک لیں، جب چاہیں خون کی ہولی کھیلیں،جب چاہتے ہیں ایک دوسرے کے خلاف بیان بازی شروع کردیتے، جب چاہتے ہیں دوستی کی پینگیں بڑھا لیں وغیرہ، یہ کس کو نہیں پتہ کہ پانی کے بغیر زندگی ناممکن ہے اس سنگین مسلے کا حل کوئی ماہر ہی بتا سکتا ہے لیکن ہمارے سیاستدانوں نے ڈیم بننے نہیں دیا کیونکہ ان کو پانی اور پانی کی بچت کی اہمیت اور افادیت کا علم ہی نہیں۔جس کو بیس سال قبل بن جانا چاہیے تھا اب تک نہیں بن پایا۔اس ڈیم کو سیاست کی نظر کردیا گیا۔

نااہل لوگ ہی پارلیمانی جمہوری نظام میں منتخب ہو سکتے ہیں۔جس کے پاس پیسہ زیادہ ہوتا ہے وہ جس کو چاہتا ہے خرید لیتا ہے اور جس طرح چاہے جو چاہے قانون پاس کروالیتا ہے اور غیر مشروط تحفے (از مرشد سمیع اللہ ملک) صرف اسی نظام میں امیر المومنین کو ملتے ہیں جس نظام میں نااہل پروان چڑھتے ہوں وہاں سے اہل لوگ ہجرت کر جاتے ہیں اور گزشتہ۶۶ سالوں سے یہ سلسلہ جاری ہے جو دوسرے ممالک کی ترقی اور کامیابی میں اہم کردار ادا کر رہے ہیں اور پاکستان کا نام بلند کر رہے ہیں۔اگر اس سلسلہ کو نہ روکا گیا تو یہ پاکستان کے ساتھ غداری کے مترادف ہوگا۔یہ صرف پارلیمانی نظام ہی کا ثمر ہے۔

اس پارلیمانی نظام نے پاکستانیوں کو مسلمان اور انسان کے درمیانی فرق میں الجھا دیا۔وہ یہ بھول گئے کہ انسان تو سارے ہوتے ہیں مگر مسلمان سارے نہیں ہوسکتے۔ وہ مغرب کی ترقی سے مرعوب ہوجاتا ہے اور مسلمان کی بجائے انسان ہونے پر فخر محسوس کرتا ہے وہ آزادیٔ نسواں سمیت سودی معاشی دوڑ میں بڑھ چڑ کر حصہ لیتا ہے اور شاہ سے بڑھ کر شاہ سے وفاداری جتاتا ہے اور جوانی کا سفر ختم ہوتے ہی مسلمانی کا احساس ہوتاہے مگر تب تک بہت دور آچکا ہوتا ہے اور پھرکمپرومائزیشن کی پالیسی اختیار کر لیتا ہے۔اللہ نے سات ارب انسانوں میں پاکستانیوں کو مسلمان بنا کر جو احسان کیااس پر شکر ادا کرنے اور پابندی کرنے کی بجائے اغیار کے اس نظام کی پابندی اپنے اوپر فرض کر لی۔ اللہ تعالیٰ قرآن کی سورہ بنی اسرائیل کی آیت نمبر۱۵ میں فرمایا "جب ہم کسی بستی کی ہلاکت کا ارادہ کر لیتے ہیں تو وہاں کے خوشحال لوگوں کو کچھ حکم دیتے ہیں اور وہ اس بستی میں کھلی نافرمانی کرنے لگتے ہیں تو ان پر عذاب کی بات ثابت ہو جاتی ہے پھر ہم اس کو تباہ و برباد کر دیتے ہیں"اس کو مزید واضع کیا ہے جس کی روسے قوموں کی ہلاکت کا فیصلہ اس وقت کیا جاتا ہے جب ان کا خوشحال طبقہ اللہ کے احکام کی نافرمانی شروع کر دیتا ہے اور ان ہی کی تقلید پھر دوسرے عام لوگ بھی کرنے لگتے ہیں یوں اس قوم میں اللہ کی نافرمانی عام ہو جاتی ہے اور وہ مستحق عذاب قرار پاتی ہے۔اے میرے معصوم پاکستانیوں! اغیار کی اس گھناؤنی سازش کو کب سمجھو گے اور باہر کب نکلو گے؟میں نے تو فیصلہ کر لیا ہے میں اس پارلیمانی نظام کے خلاف اپنی جدوجہد کامیابی تک جاری رکھوں گا کوئی میراساتھ دے یا نہ دے!